18۔ دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے؟

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

(۱۷۹۷ء۔۔۔۔۔۔۱۸۶۹ء)

ابتدائی حالات:

اصل نام اسد اللہ خاں اور تخلص غالبؔ تھا۔ آپ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مرزا عبد اللہ بیگ تھا۔ غالب کی عمر پانچ برس تھی کہ ان کے والد ایک لڑائی میں مارے گئے۔ والد کے انتقال کے بعد مرزا کی پرورش ان کے چچا نصر اللہ بیگ کے سپرد ہوئی تھی جو انگریزی فوج میں ملازم تھے۔ وہ بھی جلد ہی انتقال کر گئے تو یہ اپنی والدہ کے ساتھ دِلی آ گئے۔ بچپن میں انھوں نے شیخ معظم سے تعلیم حاصل کی۔ بعد میں انھوں نے عبد الصمد سے فارسی میں مہارت حاصل کی۔ دِلی میں تیرہ برس کی عمر میں ان کی شادی نواب الٰہی بخش معروف کی بیٹی سے ہوئی۔

مرزا غالب کو پنشن ملتی تھی جس کے اضافے کے لیے انھوں نے کلکتے کا سفر بھی کیا، مگر اس میں اضافہ نہ ہوا۔ چنانچہ معاشی تنگدستی کی وجہ سے ۱۸۵۰ء میں بادشاہ کی ملازمت اختیار کی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی وجہ سے پنشن بھی بند ہو گئی اور شاہی ملازمت بھی جاتی رہی۔ نواب یوسف علی خاں والیِ رام پور نے سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کیا جو تا حیات انھیں ملتا رہا۔ عمر کا آخری حصہ بیماریوں میں گزرا۔ انھوں نے دِلی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

وسعتِ نظر:

غالبؔ نے اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی۔ اُردو شاعری میں ان کا مقام بہت بلند ہے، جسے سب نے تسلیم کیا ہے۔ وہ بہت زیادہ وسعت نظر رکھتے تھے۔ غالبؔ ہر دور کے اہم شاعر ہیں۔ ان کی فنی عظمت کو ہر ایک نے سراہا۔ ان کی ہمہ گیر شخصیت کی طرح ان کی شاعری میں بھی بڑا تنوع اور بوقلمونی پائی جاتی ہے۔ ان کے ہاں موضوعات کا ایک لامتناہی سلسلہ نظر آتا ہے ان کی اُردو غزل مضامین کی رنگا رنگی، وسعتِ نظر، تخیل کی بلندی، پہلو داری، معنی آفرینی، نادر تشبیہات و استعرات، نئے نئے الفاظ وتراکیب، طنز و ظرافت، آفاقیت اور جدت ادا کی بدولت بہت اعلیٰ پائے کی ہے۔ ان کی خصوصیات کی بدولت انھیں اُردو شاعروں کی صفِ اولین میں ممتاز جگہ ملی ہے۔

تصانیف:

غالب کی اہم تصانیف میں: "دیوان غالب (اردو)" "دیوان فارسی"، "گل رعنا"، "مہر نیمروز"، "دستنبو"، "قاطع برہان" "لطائف غیبی"، "قادر نامہ"، "عودِ ہندی" اور "اردوئے معلیٰ" شامل ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بیزار	ناراض، ناخوش	دلِ ناداں	نا سمجھ دل
ماجرا	معاملہ	مدعا	مقصد، مراد
مشتاق	شوق رکھنے والا	نثار کرنا	قربان کرنا

غزل کے اشعار کی تشریح

شعر ۱

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے

آخر اس درد کی دوا کیا ہے

تشریح:

غالب کا یہ سادہ سا شعر اپنے اندر معنویت اور فکر انگیزی لئے ہوئے ہے۔ قدرت نے غالب کو فکر اور احساس کا جو خزینہ عطا کیا تھا اسے انہوں نے غزل کے ظرف میں بند کر کے گنجینہ معنی کا طلسم بنا دیا۔ بلند خیال، تازگی فکر، ندرتِ بیان، فطری شوخی، ظرافت اور حسنِ بیان غالب کے کلام کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ غالب اس شعر میں اپنے دل سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اے دل! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ محبوب کے جور و ستم کے باوجود تو اس کی طرفداری کر رہا ہے تو اپنی نادانی کی وجہ سے مریضِ عشق بن رہا ہے۔ اگر تیرا یہی حال رہا تو پھر تجھ جیسے بیمارِ عشق کا علاج میں کیسے کروں گا۔ اس لئے میری تجھ سے گزارش ہے کہ معشوق کی طرف سے منہ پھیر لے ورنہ میں تباہ و برباد ہو جاؤں گا۔

تقاضہ ہے یہی دل کا وہیں چلئے وہیں چلئے

وہ محفل ہائے جس محفل میں دنیا لٹ گئی اپنی

شعر ۲

ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار

یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

تشریح: کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

تضادِ عشق میں ایسا مقام آیا تو کیا کرو گے
میں رو رہا تو ہنس رہے ہو میں مسکرایا تو کیا کرو گے

اس شعر میں شاعر اپنے محبوب کے دیدار کا متمنی ہے۔ اسی نقطہ کی وضاحت کرتے ہوئے شاعر اس بات کا تقاضا کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ عشق، عاشق اور محبوب کے باہمی تعلقات ورضامندی سے ہی نام پیدا کرتا ہے۔ عشق میں تضاد عاشق کی تباہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ غالب بھی یہی بات کہتے ہیں کہ ہمارے اور محبوب کے درمیان قطعی متضاد کیفیت پائی جاتی ہے۔ ہم محبوب کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہیں اور اس کی خاطر ہر مشکل کو برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن وہ ہے کہ ہمیں خاطر ہی میں نہیں لاتا۔ ہر وقت بیزار رہتا ہے اور دور رہتا ہے۔

شعر ۳

میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

تشریح:

اس شعر میں شاعر اپنے محبوب سے شکایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم تو اپنی تمام تر پریشانیاں بغیر کسی رعایت کی سب سے کہہ دیتے ہو اور غیروں سے ان کا حال احوال دریافت کرتے ہو۔ ہمارے پاس بھی شکوے شکایتوں کے انبار لگے ہوتے ہیں جن کو بیان کرنے کے لئے کئی دفاتر درکار ہیں لیکن ہمارا محبوب ہے کہ ہم سے ہماری احوال پرستی ہی نہیں کرتا، وہ میرے دل کی خواہش کا خیال نہیں رکھتا، میری یہ دلی خواہش ہے کہ میرا محبوب میرے حال دل سے آگاہ ہو جو ہم اسے اپنا دکھ بتا سکیں۔

فرصت کسے تھی جو میرے حالات پوچھتے
ہر شخص اپنے بارے میں کچھ سوچتا ملا

شعر ۴

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

تشریح:

اس شعر میں شاعر اپنے محبوب کی معصومیت اور لاپرواہی سے نالاں ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ عشق و محبت تسلیم ورضا کا نام ہے لیکن غالب کے محبوب کی فطرت میں بے وفائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ وہ عشق کے اصل مفہوم سے نا آشنا ہے۔ وہ

معلوم نہیں کہ عشق کسے کہتے ہیں۔ اس لئے اس سے محبت ووفا کی امید رکھنا بے کار ہے۔ ہمارے محبوب کی ذات ظلم و ستم، جفا اور بے وفائی کا دوسرا نام ہے لیکن ہم ایک سچے عاشق کی طرح ہیں کہ محبوب کی بے وفائی کے باوجود اسے ٹوٹ کر چاہتے ہیں کہ شاید کبھی اس کا دل ہماری طرف مائل ہو جائے اور ہماری امید بر آ جائے۔

ہم ان سے حالِ دل رو رو کے کہتے ہیں
وہ ہنس ہنس کے ہم کو دیوانہ کہتے ہیں

شعر ۵

ہاں بھلا کر ترا بھلا ہو گا
اور درویش کی صدا کیا ہے

تشریح:

ہماری شاعری کی روایت کے مطابق غالب خود کو ایک مثال بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ غالب اپنے محبوب سے کہہ رہے ہیں کہ اگر تو دستورِ عشق کے مطابق ہم پر التفات نہیں کرتا تو نہ سہی۔ لیکن میں تجھ سے ایک فقیر کی طرح سوال کرتا ہوں کہ میرا دامن محبت کے موتیوں سے بھر دے مجھے خالی ہاتھ نہ بھیج۔ یعنی دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے کی روایت کو جاری وساری رکھ تاکہ اس کے صلہ میں تجھے بھی اچھا اجر ملے۔ شاعر اپنے محبوب کو کسی قسم کی آزمائش میں مبتلا نہیں دیکھنا چاہتا۔ زمانے کی روایات کے مطابق میری جھولی میں تھوڑی سی خوشیاں ہی ڈال دے اللہ تجھے اس کا اجر دے گا۔

شعر ۶

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا دعا کیا ہے؟

تشریح:

محبت کا پودا قربانی کی کرنوں سے پروان چڑھتا ہے۔ اس شعر میں شاعر اپنے محبوب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتا ہے کہ میں زبانی باتوں سے کام چلانے والا نہیں، بلکہ میرے دل میں اپنے محبوب کے لیے بڑی چاہت ہے اور میں اس چاہت کی خاطر اپنی جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔ غالب کہتے ہیں کہ میں محبت میں خود کو اپنی محبوب پر قربان کر دوں گا۔ لیکن یہ دعا ہر گز نہ کروں گا کہ خدا میرے محبوب کو میری طرف مائل کر دے بلکہ اس کی ہر خوشی پر سر تسلیم خم کروں گا۔ میں ایک سچا عاشق ہوں اور ایک سچا عاشق کبھی مرضیِ یار کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا۔ اسی لئے میں بھی اس کی مرضی کے خلاف کوئی دعا نہیں کروں گا لیکن اسے تمام عمر چاہتا رہوں گا۔

شعر ۷

میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالب
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

تشریح:

اس شعر میں غالب کہتے ہیں کہ دنیا جو بھی چیز دے اسے لے لو کیونکہ دنیا والے جو کچھ نفرت یا محبت دیتے ہیں اس میں کچھ بھی جمع پونجی خرچ نہیں کرنی پڑتی۔ اس لئے اے غالب! جو کچھ تمہارے ہاتھ لگے اسے مت ٹھکراؤ۔ یہی بات وہ اپنے معشوق کو بھی سمجھا دینا چاہتے ہیں کہ میں تمہاری نظر میں کچھ بھی نہیں ہوں لیکن دوسری طرف یہ بھی تو دیکھو کہ مجھے حاصل کرنے کے لئے تمہیں کچھ بھی محنت نہیں کرنی پڑی رہی، بغیر کوئی قیمت ادا کیے تمہیں مل رہا ہوں اس لئے مجھے قبول کر لو۔

حل مشقی سوالات

1۔ غالب کی غزل کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

(الف) شاعر کو کن سے وفا کی اُمید ہے؟

جواب: شاعر کو اپنے محبوب سے وفا کی اُمید ہے جو وفا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

(ب) شاعر نے کسے ناداں کہا ہے؟

جواب: شاعر نے اپنے دل کو ناداں کہا ہے جو دوسروں کی باتوں پر فوراً اعتبار کر لیتا ہے۔

(ج) کون مشتاق ہے اور کون بیزار؟

جواب: شاعر اپنے آپ کو مشتاق کہتا ہے اور محبوب کو بیزار کہہ رہا ہے۔

(د) درویش کے لب پر کیا صدا ہے؟

جواب: درویش کے لب پر یہ صدا ہے کہ دوسروں کے ساتھ بھلا کر تیرا خود بخود بھلا ہو گا۔

(ہ) غالب نے مقطع میں محبوب کو اپنی کیا قیمت بتائی ہے؟

جواب: غالب نے مقطع میں محبوب کو بتایا ہے کہ میں مفت مل سکتا ہوں۔ یعنی ایک بے کار محبت کرنے والا انسان مفت بھی مل جائے تو کیا برائی ہے۔

2۔ درج ذیل کے معنی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

دلِ ناداں، مشتاق، بیزار، ماجرا، مُدعا، صدا

الفاظ	معانی	جملوں میں استعمال
دلِ ناداں	ناسمجھ	اے میرے دلِ ناداں! تو اس قدر بے چین کیوں ہے؟
مشتاق	چاہنے والا	عاشق ہر وقت اپنے محبوب کا مشتاق رہتا ہے۔
بیزار	ناراض، ناخوش	میں ٹی وی دیکھتے بیزار ہو گیا۔
ماجرا	قصہ، معاملہ	یہ ماجرا کب ختم ہو گا؟
مُدعا	مقصد، مراد	ہمیں اپنی تخلیق کا مدعا سمجھنا چاہیے۔
صدا	آواز	موذن کی صدا غور سے سنو۔

3۔ اِس غزل کے دوسرے شعر میں "مشتاق" اور بیزار کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ معنوی اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایسے الفاظ متضاد الفاظ کہلاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

ناداں، دن، نیکی، موت، آزاد

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
ناداں	دانا	موت	زندگی
دن	رات	آزاد	غلام
نیکی	بدی		

4۔ مندرجہ ذیل الفاظ پر اِعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔

مشتاق، مدعا، وفا، صدا، نثار

جواب: مُشْتاق، مُدَّعا، وَفا، صَدا، نِثار۔

5۔ اس غزل میں قافیے آئے ہیں، انھیں ترتیب وار اپنی کاپی پر لکھیں۔

جواب: قافیے: ﴿ہوا، دوا، ماجرا، مدعا، وفا، صدا، برا﴾

6۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
درد	نثار	دوا
مشتاق	صدا	بیزار
مُنھ	دوا	زبان

درویش	بیزار	صدا
جان	زبان	نثار

7۔ متن کے مطابق درست الفاظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے؟
(ب) مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے؟
(ج) یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟
(د) ہم کو ان سے، وفا کی ہے امید
(ہ) کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے؟
(و) جان تم پر نثار کرتا ہوں
(ز) اور درویش کی صدا کیا ہے؟

8۔ درج ذیل میں سے مذکر اور مونث الفاظ الگ کریں۔

دل، صدا، مدعا، دعا، ماجرا

مذکر الفاظ: دل، مدعا، ماجرا

مونث الفاظ: صدا، جان، دعا